صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

خطبہ نمبر 30

منگل 26 جولائی 2016ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editoralfazl@gmail.com

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

منگل 26 جولائی 2016ء 21 شوال 1437 ہجری 26 وفا 1395 ہش جلد 66-101 نمبر 168

تیز رفتار صحابی

حضرت سلمہ بن اکوعؓ بہت تیز رفتار تھے اور دوڑ میں گھوڑوں سے بھی آگے بڑھ جاتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سواروں میں سے بہتر ابوقتادہ اور پیادوں میں سے بہتر سلمہ بن اکوعؓ ہیں۔ پھر رسول اللہؐ نے حضرت سلمہؓ کو مال غنیمت میں سے دو حصے دیئے سوار کا الگ اور پیدل کا الگ۔ (الاصابہ جلد 2 ص 67)

واقفین زندگی اور مربیان کو روزانہ سیر، ورزش، دینی تعلیم سے آگاہ کرنے کیلئے بلند آواز کی پریکٹس اور اخبار کے مطالعہ کی نصائح

مومن خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اپنی حالتوں کو قائم رکھتے ہیں

تقویٰ اختیار کریں. تقویٰ کی کمی سے اللہ کے بجائے لوگوں پر بھروسہ ہو جاتا ہے.

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جولائی 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 جولائی 2016ء کو بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے آغاز میں فرمایا: حضرت مسیح موعود کی محنت ومشقت کی عادت اور صحت کے قائم رکھنے اور جسم کو چست رکھنے کے معمول کے بارہ میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آپ سست نہ تھے بلکہ نہایت محنت کش تھے خلوت کے باوجود مشقت سے نہ گھبراتے۔ اکثر اوقات پیدل سفر کرتے۔ سواری پر کم چڑھتے۔ اور یہ عادت آخری عمر تک رہی۔ روزانہ چار سے سات میل سیر کرتے۔ اس حوالہ سے حضور انور نے واقفین زندگی اور خاص طور پر مربیان کو نصیحت فرمائی کہ اپنی صحت کے قائم رکھنے اور سخت جانی پیدا کرنے کیلئے سیر اور ورزش کی باقاعدہ عادت ڈالیں۔ بعض نوجوان مربیان کے جسم بتا رہے ہوتے ہیں کہ ورزش نہیں کرتے۔ ڈاکٹر نوری صاحب نے بیرون پاکستان جامعہ احمدیہ سے آنے والے مربیان کے طبی معائنہ کے بعد لکھا کہ بعض ان میں سے خطرناک حد تک وزن رکھتے ہیں۔ پس کوئی نہ کوئی ورزش ضرور کریں اور غیر صحت مند غذا یعنی Junk Food سے پرہیز کریں۔ فرمایا کہ میں صرف آپ کو نصیحت نہیں کر رہا بلکہ میں خود بھی ورزش کرتا ہوں۔ ہمیں صحت مند مربیان اور واقفین زندگی چاہئیں تا کہ احسن رنگ میں کام سرانجام دے سکیں۔

فرمایا کہ بعض دفعہ ساؤنڈ سسٹم مہیا نہیں ہوتے تو ہمارے مربیان اور واعظین کو اونچا بولنے کی پریکٹس ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود عام حالات میں تو دھیمی آواز میں مخاطب ہوتے تھے۔ لیکن بوقت ضرورت جب دنیا کو دینی تعلیم سے آگاہ کرانا ہوتا بلند آواز سے بولتے حضرت مصلح موعود نے لاہور کے لیکچر کے ذکر میں فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود بول رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے کوئی بگل بجایا جا رہا ہو۔

فرمایا کہ بعض لوگ فکر کا اظہار کرتے ہیں کہ نیکی کی حالت ان میں ایک جیسی نہیں رہتی۔ فرمایا کہ یہ اچھی بات ہے کہ انسان جائزہ لیتا رہے اور علاج کی فکر کرے۔ بعض اوقات یہ برائی نہیں ہوتی بلکہ زیادہ نیکی اور کم نیکی کے درمیان کی حالت ہوتی ہے۔ ایک صحابی رسولؐ نے ایسی حالت کو منافقت تصور کر لیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا یہ تو مومن کی علامت ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والے اور خدا کے حکموں کے مطابق اپنی حالتوں کو قائم رکھنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو ماؤں کی طرح فکرمند رہتے ہیں۔ وہم کرنا لاپرواہی سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا کہ خوشی اور غمی کا تعلق احساسات سے ہے۔ دوسروں کی خوشی یا غمی پر ہمیں کوئی احساس نہیں ہوتا جتنا اپنے کسی عزیز کی خوشی یا غمی پر ہوتا ہے۔ پس جہاں اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں وہاں افراد جماعت کے لئے بھی خوشی غمی کا اظہار ہونا چاہئے کیونکہ جماعت ایک وجود ہے۔ فرمایا: حضرت مسیح موعود باقاعدہ اخبار پڑھا کرتے تھے۔ جن کے سپرد دینی ذمہ داری ہے وہ باقاعدہ اخبار پڑھیں اور چھوٹی چھوٹی خبریں بھی دیکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اطاعت کا واقعہ بیان فرمایا کہ عبدالحکیم کے ارتداد پر آپ نے اپنے کتب خانہ سے اس کی لکھی ہوئی تفسیر نکلوا دی۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے مجھ پر خدا کی ناراضگی نازل ہو۔ یہ دینی غیرت اور خدا خوفی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ سزا یافتہ افراد کے بعض اعتراضات کا ذکر کر کے فرمایا کہ وقتی فتنہ کے لحاظ سے بعض بڑی باتیں چھوٹی اور چھوٹی باتیں بڑی ہوتی ہیں۔ اسی لئے کبھی بڑی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے چھوٹی بات پر ایکشن لے لیا جاتا ہے۔ پس بلاوجہ دخل اندازی یا سفارشیں نہیں کرنی چاہئیں۔ دعوت الی اللہ کے ذرائع بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اشتہارات کے ذریعہ دعوت حق ہوتی تھی۔ اس زمانہ میں بھی اشتہارات خبروں اور پریس کے ذریعہ سے بہت وسیع پیمانے پر پیغام پہنچتا ہے جو عام لٹریچر کے ذریعہ سے نہیں پہنچ سکتا۔ اخبار سے ایک دن میں کئی لوگوں تک پیغام پہنچ جاتا ہے جو دو ماہ کے لٹریچر تقسیم کرنے سے بھی نہیں پہنچ سکتا۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے حضرت مصلح موعود کو ایک حکایت سنائی اور نصیحت فرمائی کہ تقویٰ اختیار کرنے سے کیسی دولت نصیب ہوتی ہے۔ خدا پر بھروسہ کرو اور اسی سے مانگو۔ حضور انور نے فرمایا: یہ تو بچے کو نصیحت تھی جبکہ بڑوں کو بھی خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اللہ کرے کہ ہم سب میں یہ تقویٰ پیدا ہو۔ آخر میں حضور انور نے مکرم الحاج ڈاکٹر ادریس صاحب نائب امیر اول سیرالیون اور مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب نائب امیر آسٹریلیا کا ذکر خیر کیا اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

نماز دعا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”نماز کیا چیز ہے۔ نماز دراصل رب العزہ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کی نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ وبکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو۔ اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں“۔

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2016ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 6 روپے

روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسا ہی قربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ پس صرف رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کی وجہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسے تقویٰ سیکھنے، تقویٰ کی زندگی بسر کرنے اور قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنانے کی کوشش نہ کی جائے اور جب یہ صورت ہوگی تو اللہ تعالیٰ سے رمضان میں پیدا کیا ہوا تعلق صرف رمضان تک محدود نہیں ہوگا بلکہ مستقل تبدیلی کے اثرات ظاہر ہوں گے

دعاؤں کی قبولیت کی شرائط، اس کے اصول اور فلسفہ کا حضرت اقدس مسیح موعود کے ارشاداتِ عالیہ کے حوالہ سے بصیرت افروز تذکرہ اور احبابِ جماعت کو اہم نصائح

مکرم راجہ غالب احمد صاحب (آف لاہور) اور مکرم ملک محمد احمد صاحب (آف جرمنی) کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 جون 2016ء بمطابق 17 ۔احسان 1395 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 187 کی تلاوت کی اور فرمایا: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ آیت روزے رکھنے کے حکم، اس کی شرائط اور اس سے متعلق احکامات کی آیات کے قریباً بیچ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص تعلق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس تعلق کو یوں بیان فرمایا کہ ”روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسا ہی قربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔“

پس صرف رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کی وجہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسے تقویٰ سیکھنے، تقویٰ سے زندگی بسر کرنے اور قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور جب یہ صورت ہوگی تو اللہ تعالیٰ سے رمضان میں پیدا کیا ہوا تعلق صرف رمضان تک محدود نہیں ہوگا بلکہ مستقل تبدیلی کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی اس آیت میں بتایا ہے کہ مَیں قریب ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب آ جاتا ہے۔ نچلے آسمان پر آ جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول رمضان او شھر رمضان...... حدیث 1899
و صحیح بخاری کتاب التھجد باب الدعاء و الصلاۃ من اٰخر اللیل حدیث 1145)

لیکن کن کے قریب آتا ہے؟ ان کے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کو محسوس کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بات مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتا لگاتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کے لئے لبیک کہتے ہیں۔ اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب طاقتوں والا ہے۔ اگر مَیں اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کے لئے خالص ہوتے ہوئے اس سے مانگوں گا تو وہ میری دعائیں سنے گا۔

پس اللہ تعالیٰ بیشک اپنے بندوں کے سوال کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ مَیں قریب ہوں، میں اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتا ہوں اور اس مہینہ میں خاص طور پر تمہارے قریب آ گیا ہوں مجھے پکارو لیکن اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے مجھے پکارنے سے پہلے یہ شرط ہے کہ میری سنو۔ میرے احکامات پر عمل کرو اور میری تمام طاقتوں پر کامل یقین اور ایمان رکھو۔ اِن شرائط پر تمہیں عمل کرنا ہوگا۔

پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم دعا کرتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہ اپنے جائزے بھی لیتے ہیں؟ کہ انہوں نے کہاں تک خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا ہے؟ اگر ہمارے عمل نہیں۔ ہمارا ایمان صرف رسمی ہے تو پھر ہمارا یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔

حضرت مسیح موعود نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے کیا شرائط رکھی ہیں: فرمایا کہ ”پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ مَیں ان کی آواز سنوں“۔

تقویٰ پیدا ہو۔ خدا سے ڈریں۔ خدا کا خوف ہو تو پھر اللہ تعالیٰ آواز سنتا ہے۔ دوسری بات کہ مجھ پر ایمان لائیں۔ کیسا ایمان؟ اس بات پر ایمان کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ خدا کے وجود اور اس کے تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھنے کا تجربہ چاہے انسان کو ہوا ہے یا نہیں ہوا یا خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی تمام طاقتوں کے مالک ہونے کی معرفت عطا ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔ اگر نہیں بھی ہوئی تب بھی ایسا ایمان ہو کہ خدا تعالیٰ ہے اور سب طاقتوں کا مالک ہے۔ گویا ایمان بالغیب ہو۔ اگر پہلے یہ ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا عرفان بھی ملے گا جس سے خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کے تمام طاقتوں کے مالک ہونے، اس کا دعاؤں کا جواب دینے کا تجربہ بھی ہو جائے گا۔ پہلے انسان کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ قدم بڑھاتا ہے اور پھر ثبوت بھی مہیا ہو جائے گا۔

دعاؤں کی قبولیت کی شرائط، اس کے اصول، اس کا فلسفہ وغیرہ پر حضرت مسیح موعود نے بڑی تفصیل سے مختلف مواقع پر روشنی ڈالی ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود کے چند حوالے بھی پیش کروں گا جس سے ہم اس مضمون کی گہرائی کو سمجھتے ہوئے، رمضان میں اسے قربِ الٰہی کا ذریعہ بناتے ہوئے اپنا علم و معرفت بھی بڑھا سکتے ہیں اور حقیقی ہدایت پانے والوں میں بھی شامل ہو سکتے ہیں اور رمضان کا حقیقی فیض بھی پا سکتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جو بھی انہوں نے دعائیں کی ہیں وہ ضرور قبول ہونی چاہئیں۔ اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت تو میں نے پہلے کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبولیت کے لئے بعض شرائط رکھی ہیں جنہیں پورا کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ قبولیت کے کیا اصول ہیں اور بعض دفعہ سب شرائط پوری کرنے والوں کی بھی دعا اس طرح قبول نہیں ہوتی جس طرح وہ دعا مانگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

”دعا کا اصول یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن اگر بچے بیہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دل سوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلا لے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے؟ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔“ فرمایا کہ ”مَیں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات خوب سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ہمارا علم یقینی اور صحیح نہیں ہوتا۔ بہت سے کام ہم نہایت خوشی سے مبارک سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنے خیال میں ان کا نتیجہ بہت ہی مبارک خیال کرتے ہیں۔ مگر انجام کار وہ ایک غم اور مصیبت ہو کر چمٹ جاتا ہے۔ غرض یہ کہ خواہشات

انسانی سب پر صاد نہیں کر سکتے کہ سب صحیح ہیں۔ (ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ یہ صحیح ہیں) چونکہ انسان سہو اور نسیان سے مرکب ہے (بھول چوک انسان سے ہوتی ہے، فطرت میں ہے) اس لئے ہونا چاہئے اور ہوتا ہے کہ بعض خواہش مضر ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو منظور کر لے تو یہ امر منصب رحمت کے صریح خلاف ہے۔‘‘

پس انسان تو سمجھتا ہے کہ اس کو ہونا چاہئے لیکن خواہش بعض دفعہ انسان کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے منظور کر لے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جو مقام ہے اس کے یہ بات خلاف ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو دعا کرنے والے کے لئے، اپنے بندے کے لئے رحمت چاہتا ہے۔ اگر ہر خواہش اس کی پوری کر لے چاہے اس سے اس کا نقصان ہو رہا ہو تو اس کا جو مقام رحمت ہے وہ بات پھر اس کے خلاف چلی جاتی ہے۔ فرمایا کہ ’’یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں کیونکہ جوش نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے ان مضرتوں اور بدنتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول داعی کو پہنچ سکتے ہیں اسے ردّ کر دیتا ہے (انسان تو اپنا انجام نہیں دیکھتا لیکن اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کا ایک حقیقی خیر خواہ ہے اس کی بھلائی چاہتا ہے۔ اس کو انجام کی بھی خبر ہے۔ انجام اس کو نظر آ رہا ہے کہ کیا ہونا ہے تو وہ اس کے جو نقائص ہیں، جو نقصانات پہنچ سکتے ہیں، جو بدنتائج ہو سکتے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کو ردّ کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی خیر خواہی اسی میں سمجھتا ہے کہ اس کی یہ دعا ردّ کر دے) اور فرمایا کہ یہ ردِّ دعا ہی اس کے لئے قبول دعا ہوتا ہے۔ (جب ایسی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں ردّ کر دی جاتی ہے، قبول نہیں ہوتی تو یہی اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی گواہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سمجھا کہ اس انسان کے لئے یہ بہتر نہیں۔ اس بندے کے لئے یہ بہتر نہیں) پس ایسی دعائیں جن میں انسان حوادث اور صدمات سے محفوظ رہتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے مگر مضر دعاؤں کو بصورت ردّ قبول فرما لیتا ہے۔‘‘ (بعض جن میں فائدہ ہے وہ اسی طرح قبول کرتا ہے۔ جن میں انسان کا نقصان ہوتا ہے ان کو ردّ کر دیتا ہے۔ قبول نہیں فرماتا ہے اور یہی اس کی قبولیت ہے)

آپ فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یہ الہام بارہا ہو چکا ہے۔ اُجِیْبُ کُلَّ دُعَآئِکَ۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ہر ایک ایسی دعا جو نفس الامر میں نافع اور مفید ہے قبول کی جائے گی۔‘‘

جو مانگنے کے لحاظ سے نافع ہے، نفع دینے والی ہے اور مفید ہے وہ قبول کی جائے گی۔ ہر دعا نہیں قبول ہو گی۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور نبیوں کی بھی بعض دعائیں سنتا ہے بعض نہیں سنتا اور اس لئے نہیں سنتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ فائدہ مند نہیں ہیں یا ان کے نتائج بھیانک ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھنے والا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ دعا کے لئے اپنے اعمال اور اعتقاد کو بھی دیکھنا ضروری ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا (صرف دعا ضروری نہیں۔ اعمال بھی ضروری ہیں) بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ (اگر اعمال نہیں اور صرف دعا ہے تو وہ دعا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تم آزمائش کر رہے ہو) اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ (اصلاح ہوتی ہے اس کے لئے بعض سبب موجود ہونے چاہئیں) وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ (دعا ہو گئی اس لئے اسباب کی کوئی ضرورت نہیں ہے) وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے (دعا بھی تو کسی کام کے کرنے کے لئے ایک چھپا ہوا سبب ہے اس کام کے کرنے کی وجہ بنتا ہے) جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے (دعا کے ذریعہ سے۔ دعا بذات خود ایک سبب ہے ایک وجہ بنتی ہے اور یہ وجہ جب دعا قبول ہوتی ہے تو اس کام کے کرنے کے لئے دوسرے سبب پیدا ہو جاتے ہیں۔ کسی انسان کو قرض کی ضرورت ہے، پیسوں کی ضرورت ہے، کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کسی ذریعہ سے اس کو وہ مہیا کروا دیتا ہے، اس کے لئے آسانیاں پیدا کروا دیتا ہے۔ آسمان سے کوئی چیز نہیں ٹپکتی۔ اگر کسی کو پیسوں کی ضرورت ہے تو آسمان سے نہیں اتریں گے بلکہ کوئی ذریعہ بنے گا اور وہی سبب ہے جو دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنایا) فرمایا اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کا تقدم اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ (پہلے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اور پھر تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں۔ ساتھ مدد مانگتے ہیں اور دعا کے ساتھ ہی مدد جو اسباب کی طرف توجہ ہے وہ بھی ہو جاتی ہے) غرض عادت اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلق اسباب کر دیتا ہے۔ دیکھو پیاس کے بجھانے کے لئے پانی اور بھوک مٹانے کے لئے کھانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعہ۔ (کوئی ذریعہ بناتا ہے) پس یہ سلسلہ اسباب یونہی چلتا ہے اور خلق اسباب ضرور ہوتا ہے (سبب پیدا ہوتے ہیں) کیونکہ خدائے تعالیٰ کے یہ دو نام ہی ہیں کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا (غالب ہے، طاقت رکھتا ہے، ہر کام کر سکتا ہے، کر دیتا ہے) اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔) ’’دیکھو نباتات جمادات میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں۔ تُربدہی کو دیکھو کہ وہ ایک دو تولہ تک دست لے آتی ہے۔ ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر تو قادر ہے کہ یونہی دست آ جائے یا پیاس بدوں پانی ہی کے بجھ جائے (بغیر پانی کے پیاس بجھ جائے) مگر چونکہ عجائبات قدرت کا علم کرانا بھی ضروری تھا کیونکہ جس قدر واقفیت اور علم عجائبات قدرت کا وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر اطلاع پا کر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے۔‘‘

یہ اللہ تعالیٰ نے چیزیں پیدا کی ہیں ان کی صفات اور ان کی خاصیات کا علم دلوانا بھی تو اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں ان کا علم جب بڑھتا ہے تو جتنا جتنا علم وسیع ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی صفات پہ اطلاع ہوتی ہے۔ انسان کو اس کا فہم حاصل ہوتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ انسان اس کا فہم حاصل کرے اور یہی ایک دیندار شخص کا کام ہے۔ ایک دہریہ اپنے علم کو بہت کچھ سمجھتا ہے لیکن ایک مومن اس علم کے اضافے سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی قدرتوں کو جاننے والا بنتا ہے۔

پھر دعا کی فلاسفی کو حضرت اقدس مسیح موعود نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا کہ:

’’دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب ہے اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلاّتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا۔ جیسے بچے کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے، (ایک تعلق ہے) میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔‘‘

پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ ماں بچے کی جو مثال آپ نے دی ہے یہ دعا کا فلسفہ ہے۔ اس کے تحت مانگنا انسان کا خاصہ ہونا چاہئے اور جب یہ انسان کا خاصہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کا بھی نظارہ دکھاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے وہ دعا کی فلاسفی خوب حل کر کے دکھاتی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ (اگر رحیمیت کو لینے کے لئے رحمانیت کو چھوڑیں تو نہیں ہو سکتی) رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ (اللہ تعالیٰ کی جو رحیمیت ہے، اس سے مانگ کے لینے کی جو طاقتیں ہیں وہ طاقت رحمانیت اس میں پیدا کرتی ہے) جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر نعمت ہے (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکاری ہے) اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے یہی معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تو نے عطا کیے ہیں (ہم عبادت کرتے ہیں اور ظاہری اسباب میں سے ایک سبب دعا کا ہے۔

دوسرے ان چیزوں کو حرکت میں لانے کا جو ہمارے لئے اس کام کے لئے مقرر کی گئی ہیں) دیکھو یہ زبان جو عروق اور اعصاب سے خلق کی ہے (اس میں زبان ہے اس کے اعصاب بنائے گئے ہیں۔ اس میں لعاب ہے جو اس کے اندر ہے) اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے (زبان خشک ہو جائے تو انسان بول نہیں سکتا۔ زبان کا کوئی پٹھہ کھچ جائے تو وہیں جم جاتی ہے) فرمایا کہ ایسی زبان دعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات تک کو ظاہر کر سکے (زبان عطا کی تا کہ دل کے خیالات ظاہر ہوں۔ اس سے انسان بول سکے) اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو یہ ہماری شور بختی ہے (شور بختی، مطلب بدقسمتی ہے) بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو یکدفعہ ہی زبان اپنا کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہاں تک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے۔ پس یہ کیسی رحیمیت ہے کہ ہم کو زبان دے رکھی ہے۔ ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آ جاوے تو خاک بھی سنائی نہ دے۔ ایسا ہی قلب کا حال ہے۔ وہ جو خشوع وخضوع کی حالت رکھی ہے اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں رکھی ہیں اگر بیماری آ جاوے تو وہ سب قریباً بیکار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ ان کے قویٰ کیسے بیکار ہو جاتے ہیں۔ تو کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ ان خداداد نعمتوں کی قدر کریں؟ اگر ان قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے ہم کو عطا کیے ہیں بیکار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافر نعمت ہیں (تو پھر یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والے ہیں۔ ناشکرے ہیں) پس یاد رکھو کہ اگر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو معطّل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو دعا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی (جو اللہ تعالیٰ نے طاقتیں دی ہیں، قوتیں دی ہیں، صلاحیتیں دی ہیں اور اسباب کی طرف توجہ دینے کا حکم دیا ہے ان سب کو کام میں لاؤ اور پھر دعا کرو۔ اگر اس کے بغیر ہے تو پھر دعا کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی) کیونکہ جب ہم نے پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے کو کب اپنے لیے مفید اور کارآمد بنا سکیں گے؟ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں اور ان سے کام لینا، پھر دعا کرنا تب ہی ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں، مثالیں موجود ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’غرض یہ ہے کہ قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لئے اس نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ ...... کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ ...... دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر (جو ہمارے اعمال ہیں ان کو مکمل کر اور جو ان کی انتہا ہو سکتی ہے وہاں لے جا) ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ (بظاہر یہی ہے کہ ایک کھلا اشارہ ہے کہ دعا کرو) صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے (اس طرف ہی اشارہ لگ رہا ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت اللہ تعالیٰ سے مانگو) لیکن اس کے سر پر اِیَّاكَ نَعْبُدُ ...... بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی صراطِ مستقیم کے منازل کے لئے قوائے سلیم سے کام لے کر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہئے۔ (صراط مستقیم پر چلنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے قویٰ دیئے ہیں ان کو کام میں لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو) پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ جو اس کو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے۔‘‘

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جائیں تو وہ یکدفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ (زبان کے بارے میں پہلے بھی مثال دی ہے) یہ رحیمیت ہے۔ ایسا ہی قلب میں خشوع وخضوع کی حالت رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں۔ پس یاد رکھو اگر ہم ان قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے۔ اس لئے اِھْدِنَا ...... سے پہلے اِیَّاكَ نَعْبُدُ بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصہ ہے اور جو استجابت جو اللہ تعالیٰ کا نہیں (جو اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کی تلاش میں نہیں ہے) وہ ظالم ہے۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے‘‘ فرمایا کہ ’’مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مَیں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اوّل ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں (نیک عمل ہوں۔ وہ عمل ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنا اعتقاد، اپنا ایمان مضبوط کریں) کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ...... دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ...... اور بھی صراحت کر دی، (کھول دیا) کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے (ایسے لوگوں کی راہ ہمیں دے جن پر تو نے انعام کیا ہوا ہے) اور فرمایا اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا۔ (جن پر تیرا غضب نازل ہوا ان کے رستے پر چلنے سے ہمیں بچا۔ ہمارے اعمال ہمیشہ ٹھیک رہیں۔ کوئی ایسی بات نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہو) فرمایا کہ جن پر بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آ گیا اور اَلضَّآلِّیْن کہہ کر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بدُوں بھٹکتے پھریں۔ ہمیں اس بات سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت ہمیں حاصل نہ ہو۔ ہم تیری رحمانیت سے فائدہ نہ اٹھائیں اور اس کے نتیجہ میں پھر رحیمیت سے بھی فائدہ نہ اٹھانے والے ہوں اور تیری جو حمایت ہے، تیری مدد ہے، تیرا رحم اور فضل ہے اس سے ہم محروم ہو جائیں اور بھٹکتے جائیں۔ پس یہ ضالّین کہہ کر اس طرف بھی توجہ دلا دی۔

پھر دنیاداروں کے اس خیال کو رد فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں ملتا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا، بالکل غلط اور باطل ہے۔ (جھوٹ ہے) ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات قدرت وتصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے (فارسی شعر ہے):

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد   اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

(کہ وہ عاشق ہی کیا ہے کہ محبوب جس کی طرف نظر نہ کرے۔ اے صاحب! اے بندے درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب تو موجود ہے۔ تیرے اندر درد نہیں ہے۔ طبیب موجود ہے۔ اپنے اندر درد پیدا کرو اللہ تعالیٰ تو سنتا ہے۔)

فرمایا: ’’خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آ جاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ (فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ پر عمل کرو) اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل وبرکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے (پس ایسی محبت اللہ تعالیٰ سے پیدا کرو جو دعائیں سننے والا ہو۔ اگر سچی محبت ہو گی تو بہت دعائیں سنتا ہے) اور تائیدیں بھی کرتا ہے۔‘‘

خدا تعالیٰ کی سچی محبت کو پانے کے لئے انسان کو کیسا ہونا چاہئے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دعائیں بھی سنے اور اپنی قربت کا اظہار بھی کرے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ خدا کی محبت ایسی شے ہے جو انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفّٰی انسان بنا دیتی ہے۔ (پاک کر دیتی ہے) اس وقت وہ وہ کچھ (دیکھتا) ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا اور وہ کچھ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل وکرم کا انسان کے لئے تیار کیا ہے اس کے حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں (صرف چیزیں نہیں بنائیں۔ ہمیں استعدادیں بھی دی ہیں کہ ان کو استعمال کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں) اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا یا اگر سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں تو کیا فائدہ تھا؟ مگر نہیں یہ بات نہیں ہے۔ اس نے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا۔ جس طرح پر ایک طرف روٹی کا سامان پیدا کیا تو دوسری طرف آنکھ، زبان، دانت اور معدہ دے دیا اور جگر اور اَمعاء کو کام میں لگا دیا اور ان تمام کاموں کا مدار غذا پر رکھ دیا۔‘‘ (جگر معدہ انتڑیاں یہ سب چیزیں ہیں جو غذا کو ہضم کرنے کے لئے ضروری

ہیں۔) آپ فرماتے ہیں کہ ’’اگر پیٹ کے اندر ہی کچھ نہ جائے گا تو دل میں خون کہاں سے آئے گا۔ کیلُوس کہاں سے بنے گا۔ غذا جو صاف ہو کے خون کا حصہ بنے گی باقی جو گند نکلے گا وہ کس طرح بنے گا۔) اسی طرح پر سب سے اوّل اس نے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام جیسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپ کو خاتم النبیّین ٹھہرایا اور قرآن شریف جیسی کامل اور خاتم الکتاب عطا فرمائی جس کے بعد قیامت تک نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی نیا نبی نئی شریعت لے کر آئے گا۔ پھر جو قویٰ سوچ اور فکر کے ہیں ان سے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم نہ اٹھائیں تو کس قدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورۃ میں ہی ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے۔‘‘ (پس انسان کے لئے فائدہ اٹھانے کا یہ طریقہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہمیں عطا کیا تو آپ کی سنت پر چلنے والے ہوں۔ قرآن کریم جیسی کتاب ہمیں عطا کی تو اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورۃ میں یعنی سورۃ فاتحہ میں ہی ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے۔) ’’اس سورۃ میں جس کا نام خاتم الکتاب اور اُمّ الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے؟ اِیَّاکَ نَعْبُدُ گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پر مقدم کر کے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہاں تک انسان کی اپنی طاقت ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اس کی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے دعا کرے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع کیا ہیں؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’یہ سچی بات ہے ......۔ انسان کمزور مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بِدُوں کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ (فضل نہ ہو تو انسان کچھ نہیں کرسکتا) اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقاء کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش یا اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا؟ اور دعا کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضُعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے۔ جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا اور اس طور پر دعا کے لئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔‘‘ (لوگ کہتے ہیں دعا کے لئے جوش نہیں پیدا ہوتا۔ اپنی کمزوری دیکھے، اپنی عاجزی دیکھے، پھر اس محبت کے تقاضے کو پورا کرنے کی کوشش کرے تو پھر ایک جوش پیدا ہوتا ہے) فرمایا ’’جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ یا تنگی محسوس کرتا ہے تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا اور چلّاتا ہے اور دوسرے سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کرے گا اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا تو اس کی روح پورے جوش اور درد سے بے قرار ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے گی اور چلائے گی اور یا ربّ یا ربّ کہہ کر پکارے گی۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ پہلی ہی سورت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی تعلیم دی ہے۔ ......فرمایا کہ ’’دعا تب ہی جامع ہوسکتی ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کو اپنے اندر رکھتی ہو اور تمام نقصانوں اور مضرتوں سے بچاتی ہو‘۔ (دعا وہی صحیح ہے جو ہر قسم کے منافع، انسان کو جو نفع مل سکتا ہے یا اس کے مفاد میں جو بہتر ہے وہ اپنے اندر لئے ہوئے ہو اور نقصانوں اور جو تکلیفیں پہنچ سکتی ہیں ان سے اس کو بچانے والی ہو) پس اس دعا میں تمام بہترین منافع جو ہو سکتے ہیں اور ممکن ہیں وہ اس دعا میں مطلوب ہیں اور بڑی سے بڑی نقصان رساں چیز جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اُس سے بچنے کی دعا ہے۔‘‘

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں جو سب سے بڑی دعائیں کی گئی ہیں وہ دنیاوی دعائیں نہیں ہیں، دین کی دعا ہے۔ پس اپنی دعاؤں میں ہمیں سب سے مقدم اپنے دین کو بچانے کی دعا کرنی چاہئے۔ جب انسان یہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے دروازے کھلتے ہیں اور پھر باقی دعائیں خودبخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔

اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ اصل دعا دین کی مضبوطی کی دعا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اُجِیْبُ ......یعنی میں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ مَیں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب اور دعا کی قبولیت کے جو طریق بتائے ہیں اس میں سے سب سے اعلیٰ ذریعہ نماز کی حالت کو بتایا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ اگر پینا ہے، اس کے فضل و رحم سے فیض اٹھانا ہے تو اس کے لئے بھی عاجزی، انکساری رونا اور چلانا ہوگا۔) فرمایا کہ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔‘‘

پس رمضان میں جبکہ اکثر کی توجہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے (بیت) کی طرف بھی ہے اور نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہے۔ اس کے ساتھ نوافل کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور پھر وہ دعائیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے ہیں وہ ہمیں ترجیحاً کرنی چاہئیں۔ پہلی دعائیں یہی ہیں باقی دعائیں، دنیاوی دعائیں، ہماری دنیاوی ضروریات کی دعائیں بعد میں آنی چاہئیں تو پھر اللہ تعالیٰ خود ہی حاجات پوری کر دیتا ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود کی ایک دعا بھی پیش کرتا ہوں جسے ان دنوں میں ہمیں خاص طور پر کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ نے یہ دعا کی تھی کہ:

’’اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کرسکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے اعمال کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ مَیں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔‘‘

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دعاؤں کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ یہ رمضان ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے اور پھر اس پر مستقل قائم رکھے جو خدا تعالیٰ پر ایمان میں مضبوط ہوتے ہیں۔ اس کے احکامات کو سنتے اور عمل کرتے ہیں اور اپنی ہر بات پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہیں۔ ہمارے اعمال خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں اور ہمارے اعتقاد میں پہلے سے بڑھ کر مضبوطی پیدا ہو۔ ہم میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی بلاؤں سے بھی بچائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم راجہ غالب احمد صاحب کا ہے۔ یہ جماعت کے دیرینہ خادم اور اردو کے بڑے معروف شاعر اور ادیب تھے۔ ماہر تعلیم تھے۔ انہوں نے حکومت کی نوکری کی اور یہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ یہ 4 جون 2016ء کو لاہور میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ (-)۔ گجرات شہر میں یہ 1928ء میں پیدا ہوئے

تھے۔ان کے والد حضرت راجہ علی محمد صاحب حضرت مسیح موعود کے (رفیق) تھے۔انہوں نے 1905ء میں بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ان کے والد کو قادیان میں بطور ناظر مال اور ناظر اعلیٰ خدمت کی توفیق ملی۔راجہ غالب صاحب کے نانا ملک برکت علی صاحب تھے اور حضرت ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب جو خالد احمدیت تھے آپ کے ماموں تھے۔لاہور سے انہوں نے میٹرک کیا۔ پھر قادیان سے ایف۔اے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے سائیکالوجی میں ماسٹر کی ڈگری لی اور پہلی پوزیشن بھی حاصل کی۔بحیثیت شاعر دانشور ماہر تعلیم اور ادب کے ناقد ملک کے مقتدر علمی اور ادبی حلقوں میں عزت و احترام کی نگاہ سے پہچانے جاتے تھے۔روزنامہ الفضل کے ساتھ ملکی اور بین الاقوامی جرائد میں بھی ان کی نظمیں اور تحریریں اردو اور انگریزی میں شائع ہوتی رہیں۔انہوں نے اپنی ملازمت کا آغاز پاکستان ایئر فورس سے کیا۔پھر محکمہ تعلیم پنجاب کو 1962ء میں جوائن کیا۔پھر بڑے اہم مختلف کلیدی عہدوں پر فائز رہے جنرل سیکرٹری اور کنٹرولر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب، چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سرگودھا، چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور مشیر تعلیم حکومت پنجاب ان کی نمایاں ملکی خدمات ہیں۔جماعتی خدمات کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے۔جماعت احمدیہ ضلع لاہور میں آپ جنرل سیکرٹری، سیکرٹری تعلیم اور کئی عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔1974ء کے بعد آپ کو بطور ترجمان جماعت احمدیہ کئی بار پریس کانفرنسیں اور پریس ریلیزیں اور بیانات جاری کرنے کا موقع ملا۔خطوط لکھنے والے تھے۔اخبارات کو ذاتی بیان دینے کا موقع ملا۔1992 تا 97ء ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن۔74ء تا 85ء ڈائریکٹر وقف جدید اور اس کے علاوہ نائب صدر ناصر فاؤنڈیشن بھی رہے۔بڑے سادہ مزاج اور بڑے دھیمے مزاج کے تھے۔خلافت سے ان کا بڑا تعلق تھا اور جماعتی عہدیداروں کی بھی بڑی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔درجات بلند کرے۔ان کی اولاد نہیں تھی۔ان کی ایک لے پالک بیٹی تھی۔اللہ تعالیٰ اس کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم ملک محمد احمد صاحب کا ہے جو واقف زندگی تھے۔6 مئی 2016ء کو وفات پا گئے۔ یہ دونوں جنازے پچھلی دفعہ پڑھانے تھے بس کسی وجہ سے رہ گئے اِنّا للّٰہ (-)۔آپ حضرت مسیح موعود کے (رفیق) حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کے بڑے بیٹے تھے۔خلفائے احمدیت اور نظام خلافت کے ساتھ اطاعت کا جذبہ اور بڑی محبت اور وفا کا تعلق رکھتے تھے۔تمام بچوں کو بھی یہی صفت اپنانے کی نصیحت کرتے تھے۔نظام جماعت کے فرمانبردار، نہایت شریف النفس، ملنسار، منکسر المزاج، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے، ہمدرد، نیک انسان تھے۔زندگی بھر کئی گھرانوں کی کفالت کی۔کچھ بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری بھی اٹھائی اور جو وفات تک بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی۔تحریک جدید کے دفتر اوّل کے پانچ ہزار مجاہدین میں شامل تھے۔تعمیر (بیوت) اور دوسری تحریکات میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتے تھے۔ربوہ میں زمین کا ایک ٹکڑا بھی، ایک پلاٹ بھی جماعت کو پیش کیا۔ 20۔اکتوبر 1945ء کو آپ نے زندگی وقف کی۔پہلے تو کہیں باہر کام کر رہے تھے۔بہرحال اس کے بعد پھر زندگی وقف کر کے آ گئے اور ربوہ میں تعمیرات کے شعبہ میں 1949ء سے 55ء تک خدمت کی۔55ء سے 68ء تک وکالت تبشیر میں سپرنٹنڈنٹ کے طور پر خدمت بجالائے۔1969ء سے 82ء تک بطور نائب افسر امانت خدمت کی توفیق پائی۔82ء سے 86ء تک نائب وکیل المال ثانی کی خدمت کی توفیق پائی۔85ء میں ریٹائر ہوئے اور جون 1989ء تک ری ایمپلائی ہو کر خدمت بجالاتے رہے۔86ء سے 89ء تک بطور نائب وکیل تعمیل و تنفیذ خدمت بجالاتے رہے۔ان کی خدمت کا کم و بیش 47 سال کا عرصہ ہے۔پھر آپ اپنے بچوں کے پاس جرمنی آ گئے تھے۔بڑے عبادت گزار تھے۔تلاوت قرآن کریم کرنے والے۔حضرت مسیح موعود کی کتب کا بڑا وسیع مطالعہ تھا۔خدا کے فضل سے موصی تھے۔ان کے پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ہمارے (مربی) سلسلہ لئیق طاہر صاحب ان کے چھوٹے بھائی ہیں اور یہاں الفضل انٹرنیشنل میں وقف زندگی کارکن ملک محمود ان کے چھوٹے بیٹے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو اور نسلوں کو اخلاص و وفا سے جماعت کے ساتھ اور خلافت کے ساتھ تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلافت گوہرِ نایاب ہے

اطاعت اور وفا کی راہ پر ہم کو رواں رکھنا
خلافت کا ہمارے سر پہ قائم سائباں رکھنا
ہمیں تقویٰ کی ہو توفیق تیرا قرب حاصل ہو
ہماری سمت اے مالک نگاہِ مہرباں رکھنا
ہمارے درمیاں قائم رہے رشتہ اخوت کا
ہمیں اپنی محبت اور عطا کے درمیاں رکھنا
اطاعت، انکساری، عاجزی، پہچان ہو اپنی
ہمیں آتا ہو اپنے دل کو مثلِ پائیداں رکھنا
خلافت کی یہ برکت ہے کہ دل باہم ہوئے اپنے
ہمیشہ ہی سجی مولا یہ بزمِ دوستاں رکھنا
ہمارے دل پروئے جا چکے ہیں ایک ڈوری میں
تو اس ڈوری کی مضبوطی کو دنیا پر عیاں رکھنا
امامِ وقت اپنی ڈھال ہے ہم ڈھال کے پیچھے
امامِ وقت کو ہر معرکے میں کامراں رکھنا
خلافت گوہرِ نایاب ہے تیری عطا ہے یہ
علامت عدل ہے اس کی سو قائم یہ نشاں رکھنا
بیعت کر کے ہم اپنے جسم و جاں کو بیچ بیٹھے ہیں
رضا تیری کمائی ہے سو چلتی یہ دُکاں رکھنا
تری دہلیز پر ہم آ تو بیٹھے ہیں مگر ہم نے
ابھی سیکھا نہیں خود کو ترے شایانِ شاں رکھنا
خدایا دیں ترا ہم سے اگر قُربانیاں مانگے
سروں کو تو ہمارے رونقِ نوکِ سناں رکھنا
خلافت دائمی ہو گی مسیح نے خود یہ فرمایا
خلافت کے لئے مقدور عمرِ جاوداں رکھنا
خوشی ہو یا غمی، جو کچھ بھی ہو تیرے حوالے سے
ہمیں آتا نہیں تجھ بن کوئی سود و زیاں رکھنا
اگر منہ زور ہوں لہریں اگر طوفان آ جائیں
ہماری ناؤ کا پیارے سلامت بادباں رکھنا
مخالف گالیاں بھی دیں تو عرشیؔ لب نہ کھولیں گے
ہمیں آتا ہے یوں بتیس دانتوں میں زباں رکھنا

ا۔ع۔ ملک

مکرم مبارک صدیقی صاحب

عبدالستار ایدھی صاحب سے چند ملاقاتیں

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ سال 1992ء۔ نماز فجر کے بعد کا وقت تھا ابھی صبح کا اجالا پوری طرح نہیں پھیلا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ ابا جان نے دروازہ کھولا باہر کسی اجنبی سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ ابا جان حیرت اور مسرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اندر آئے اور کہنے لگے باہر مکرم و محترم عبدالستار ایدھی صاحب تشریف لائے ہیں۔ کہتے ہیں مبارک صدیقی سے ملنا ہے۔ مجھ جیسے گلیوں میں بے مقصد پھرنے والے گمنام اور گمشدہ سے آدمی کے لئے یہ بہت غیر متوقع تھا۔ جس شخص کو اکثر خبروں میں پڑھتا ہوں یا ٹی وی میں دیکھتا ہوں اسے مجھ سے ملنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ ڈر بھی گیا کہ کہیں بیگم نے تو فون نہیں کر دیا کہ یہ شخص ہمیں نہیں چاہئے آکے لے جائیں۔ باہر گیا تو واقعی محترم عبدالستار ایدھی تھے بہت محبت سے ملے۔ اندر بٹھایا۔ کہنے لگے آپ کی ایک ڈائری نما کتاب ''دوزخ سے جنت تک'' کسی دوست نے تحفے میں دی تھی۔ میں پڑھ نہیں سکتا اس لئے عادت کے مطابق کتاب ایک طرف رکھ دی، گھر میں کسی نے پڑھی اور کہا کہ یہ کتاب آپ کو ضرور پڑھ کے سنانی ہے۔ میں نے کہا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ پھر ایک شام جب وقت اور تنہائی میسر تھی تو کسی نے پڑھ کے سنائی۔ اس میں ایک بات ایسی دل کو لگی کہ میں نے سوچا کہ اس بندے کو ضرور ملنا ہے اور مبارک صاحب جو میں سوچ لوں وہ کرنے کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔ غالباً ایک گھنٹہ ہمارے گھر تشریف فرما رہے۔ ناشتہ میری فیملی کے ساتھ کیا اور اگلی مرتبہ لاہور آنے پر دوبارہ آنے کا کہہ کر رخصت ہوئے۔ حیرت انگیز طور پر کوئی ایک مہینے بعد دوبارہ اسی طرح نماز فجر کے بعد دروازے پر دستک ہوئی اب ذرا دن نکل چکا تھا۔ کئی راہگیر رک کے انہیں دیکھ رہے تھے اور ہمارے گھر کے باہر محترم عبدالستار ایدھی صاحب کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے بلکہ تھوڑی دیر کے بعد ایک اخباری نمائندہ بھی ہمارے دروازے پر باہر کھڑا ہو گیا اور بار بار دروازہ پیٹنے لگا۔ ناشتہ تیار کیا اور پیش کیا۔ آج میں نے کہا کہ محترم آپ کی محبت عنایت اور شفقت کا معترف ہوں لیکن ایک بات ابتداء میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ بعد میں کہیں آپ کو یا آپ کی شہرت کو کوئی صدمہ نہ پہنچے۔ مختلف مسالک ہیں۔ ممکن ہے میرا مسلک آپ کے مسلک سے جدا ہو۔ بہت مسکرائے۔ بلکہ قہقہہ لگایا۔ اٹھ کے گلے لگایا کہنے لگے جس نے کتاب تحفے میں دی تھی اس نے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا تھا۔ کہنے لگے میرا کام میرا مشن میری زندگی کا مقصد ہے انسانیت کی خدمت، کہنے لگے میرے ایک سوال کا جواب دیں اگر سڑک پر کوئی زخمی پڑا ہو تو کیا میں اس سے یہ پوچھوں کہ تمہارا مذہب یا مسلک کیا ہے۔ کہنے لگے مبارک تم سے بھی اگر کوئی بھوکا کھانا مانگے یا بے امان پناہ مانگے یا مشکل میں گرفتار مدد مانگے تو اس سے اس کا مذہب یا مسلک نہ پوچھنا۔ پھر اس کے بعد آپ کوئی تین چار مرتبہ میرے گھر تشریف لائے۔ بتانے لگے کہ میری ماں مجھے سکول جاتے۔ ایک آنہ دیتی تھی اور کہتی تھی کہ جو بھی کھانے کیلئے لینا کسی دوست کو آدھا ضرور دینا۔ کبھی ایک آنہ میرے لئے دیتی اور ایک آنہ اور دے کے کہتی کہ یہ کسی غریب بچے کو دے دینا۔ کہنے لگے میں نے ایک ٹوٹی پھوٹی ایمبولینس خریدی تھی اور سارا دن گلیوں میں پھرتا تھا کہ کسی کو مدد کی ضرورت ہے تو بتائے۔ کہنے لگے شروع میں کوئی توجہ نہیں دیتا تھا تو محلے کے غریب بچوں اور بزرگوں کو سیر کرواتا تھا۔ میں نے کہا ایدھی صاحب ہمارے ملک کے حالات کب اچھے ہوں گے۔ کہنے لگے نظام بدلنے کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا سمجھ نہیں آئی۔ کہنے لگے ہمارے ملک کے حالات تب ٹھیک ہوں گے۔ جب ہمارے حکمران ہمارے ملک میں بسنے والے ہر انسان کو انسان سمجھیں گے بس۔ اور وہ بھی برابر کے حقوق والا۔ اور ہم عوام جب حقوق لینے کی بجائے حقوق دینے کی کوشش کریں گے۔ کہنے لگے میرے ایدھی گھروں میں ہندو، سکھ اور عیسائی بچوں اور عورتوں کو بھی وہی کپڑے اور کھانا ملتا ہے جو مسلمان بچوں اور عورتوں کو ملتا ہے۔ یہ بھی بتایا کہ مجھے شروع میں لوگ کنجوس کہتے تھے کیونکہ میں ایک ہی سوٹ دھو دھو کے پہنتا تھا لیکن میں ایمبولینس کے لئے پیسے جمع کر رہا تھا۔ اب دو جوڑے میرے پاس ہوتے ہیں لیکن شادی کے بعد ایک ہی جوڑا ہوتا تھا۔ یہ جوڑا دھوتے وقت میں بیگم سے ادھار دوپٹہ لے کے دھوتی بناتا تھا۔ ایسی بہت سی دلچسپ باتیں سننے کا موقع ملا۔

ایک دن کہنے لگے کل ناشتہ تم نے میرے ساتھ کرنا ہے نماز فجر پڑھ کے میری طرف آجانا۔ ملتان روڈ اور علامہ اقبال ٹاؤن زینت بلاک کے قریب ایک ایدھی ہاؤس تھا۔ نماز فجر کے بعد میں وہاں پہنچا تو اچھا خاصا اندھیرا تھا۔ دور سے نظر آرہا تھا کہ ایک آدمی عمارت کی باہر کی دیوار کو رنگ سفیدی کر رہا تھا قریب جا کر دیکھا تو وہ خود عبدالستار ایدھی ہی تھے۔ ہاتھ تھام کے بڑی محبت سے اندر لے گئے ہاتھ دھو کے کہنے لگے آؤ مبارک صاحب ناشتہ کرتے ہیں۔ ساتھ دس پندرہ یتیم بے سہارا بچے لڑکے جو اس وقت تک اٹھ چکے تھے۔ انہیں بلا لیا۔ سٹیل کی سادہ ترین پلیٹوں میں دال تھی۔ روٹی تھی چائے رس تھے۔

ناشتے کے بعد کہنے لگے کہ قریب ہی ایک بچی ہے۔ کینسر کی مریضہ ہے اسے ملنے جانا ہے۔ پیدل ہی میں بھی ساتھ ہی چل پڑا۔ راہگیر اور کاروں والے مڑ مڑ کے دیکھ رہے تھے۔

......اس بچی کے گھر پہنچے۔ بہت دیر بچی سے باتیں کیں۔ پھر اس کے والد کو باہر بلا کے کہا کہ ہمارے ڈاکٹروں نے بھرپور علاج کیا ہے لیکن بتایا ہے کہ آخری دن ہیں۔ پھر ایک اچھی رقم باپ کے حوالے کی کہ بچی کی خواہش تھی کہ ہمارے گھر ٹی وی ہو۔ آج ہی اس کی یہ خواہش پوری کرو۔

ایک دن نماز فجر کے بعد میرے گھر تشریف لائے بلقیس ایدھی صاحبہ کے ساتھ۔ ناشتہ ہماری طرف کیا۔ کہنے لگے کہ آج وزیراعظم صاحب سے بھی ملاقات ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا وہاں جانے کے لئے تو آپ خوب تیار وغیرہ ہو کے جائیں گے۔ بہت ہنسے کہنے لگے مبارک صاحب میں تو تیار ہو کے اور بہت خوبصورت بن کے گھر سے نکلا تھا لیکن آپ نے دل ہی توڑ دیا ہے۔ میں نے ایک بار پھر انہیں غور سے دیکھا۔ ملیشئے کے کپڑوں میں ملبوس تھے اور پاؤں میں ہوائی چپل جس میں کم سے کم تین چار جگہ مرمت کے نشان واضح دکھائی دے رہے تھے۔

(روزنامہ یوکے ٹائمز لندن 14 جولائی 2016ء)

شیڈیول داخلہ نصرت جہاں کالج (گرلز) دارالرحمت

نصرت جہاں کالج (گرلز) دارالرحمت میں مندرجہ ذیل پروگرامز میں ایڈمیشن کا آغاز کیا جارہا ہے۔
1-FSc (پری میڈیکل، پری انجینئرنگ، ICS) 2-BS Hons (چار سالہ پروگرام) BBA,
3-BA/BSc Math, English, Physics, Botany, Geography, Geology (دو سالہ پروگرام) داخلہ جات کا تفصیلی شیڈیول درج ذیل ہے۔ فارمز ملنے شروع ہو چکے ہیں۔

BA/BSc	BS	FSc	کلاسز
4۔اگست	30 جولائی	27 جولائی	فارمز جمع کروانے کی آخری تاریخ
9، 10 اور 11۔اگست	یکم تا 8۔اگست	یکم اور 2۔اگست	ٹیسٹ/انٹرویو
12۔اگست	10۔اگست	3۔اگست	میرٹ لسٹ
25۔اگست	20۔اگست	10۔اگست	فیس جمع کروانے کی آخری تاریخ
یکم ستمبر	یکم اکتوبر	15۔اگست	کلاسز کا آغاز

داخلہ فارم کے ساتھ مندرجہ ذیل دستاویزات لف کریں۔

BA/BSc	BS	FSc
تصدیق شدہ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 6 عدد	تصدیق شدہ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 8 عدد	تصدیق شدہ میٹرک سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 6 عدد
تصدیق شدہ کیریکٹر سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 6 عدد	تصدیق شدہ کیریکٹر سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 8 عدد	تصدیق شدہ کیریکٹر سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 6 عدد
O/A-Levels کے سٹوڈنٹس کیلئے تصدیق شدہ Equivalence سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 6 عدد	O/A-Levels کے سٹوڈنٹس کیلئے تصدیق شدہ Equivalence سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 8 عدد	O-Levels کے سٹوڈنٹس کیلئے تصدیق شدہ Equivalence سرٹیفکیٹ کی کاپیاں 6 عدد
تصدیق شدہ ID کارڈ یا ب فارم کی کاپیاں 6 عدد	تصدیق شدہ ID کارڈ یا ب فارم کی کاپیاں 8 عدد	تصدیق شدہ ID کارڈ یا ب فارم کی کاپیاں 6 عدد
والد/گارڈین کے تصدیق شدہ ID کارڈ کی کاپیاں 6 عدد	والد/گارڈین کے تصدیق شدہ ID کارڈ کی کاپیاں 8 عدد	والد/گارڈین کے تصدیق شدہ ID کارڈ کی کاپیاں 6 عدد
پاسپورٹ سائز تصاویر 12 عدد Blue Background	پاسپورٹ سائز تصاویر 8 عدد Blue Background	پاسپورٹ سائز تصاویر 6 عدد Blue Background
NOC کی تصدیق شدہ کاپیاں 3 عدد بمع اوریجنل (آغا خان بورڈ کے سٹوڈنٹس کیلئے NOC کی ضرورت نہیں ہے)	NOC کی تصدیق شدہ کاپیاں 3 عدد بمع اوریجنل (آغا خان بورڈ کے سٹوڈنٹس کیلئے NOC کی ضرورت نہیں ہے)	NOC کی تصدیق شدہ کاپیاں 3 عدد بمع اوریجنل (آغا خان بورڈ کے سٹوڈنٹس کیلئے NOC کی ضرورت نہیں ہے)

نوٹ: داخلہ فارمز نصرت جہاں کالج گرلز دارالرحمت سے 100 روپے فیس پر دستیاب ہوں گے۔ BS کے ایڈمیشن کیلئے انٹرمیڈیٹ میں کم از کم 45 فیصد نمبر ہونا ضروری ہیں۔ فیس جمع کرواتے وقت اوریجنل کیریکٹر سرٹیفکیٹ جمع کروانا لازمی ہے۔ جن بورڈز میں FSc اور میٹرک کا رزلٹ نہیں آیا وہ FSc کا داخلہ 9th کے رزلٹ کی بنیاد پر اور BA/BSc کا داخلہ فرسٹ ائیر کے رزلٹ کی بنیاد پر عارضی طور پر کروا سکتے ہیں۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل نمبرز اور ای میل پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

نظارت تعلیم: 047-6212473,6215448، ای میل: info@njc.edu.pk۔
نصرت جہاں کالج گرلز: 047-6213405، (نظارت تعلیم)

محترم سید نادر سیدین صاحب وفات پاگئے

احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ کے مخلص خادم اور انچارج ناصر فائیر اینڈ ریسکیو سروس مجلس خدام الاحمدیہ محترم سید نادر سیدین صاحب ولد محترم سید غلام السیدین صاحب مورخہ 23 جولائی 2016ء کو صبح 2 بجے PIMS ہسپتال اسلام آباد میں بعمر 55 سال وفات پاگئے۔ آپ تین سال سے اعصابی بیماری (CIDP) کی وجہ سے علیل تھے۔ دل کو خون مہیا کرنے والی آرٹری میں کلاٹ (Pulmonary Emblism) کی وجہ سے وفات ہوئی۔

اسی دن بعد نماز عصر بیت مبارک ربوہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دعا کرائی۔ محترم نادر صاحب نے اپنی زندگی میں کارنیا عطیہ کیا ہوا تھا۔ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی ٹیم نے ان کی وفات کے بعد کارنیا حاصل کیا۔

محترم نادر صاحب کی دادی محترمہ نے 1905ء میں کوہاٹ سے خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔ اس طرح ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ نادر صاحب کی والدہ محترمہ سیدہ فرخ سیدین صاحبہ مخلص احمدی اور موصیہ تھیں۔ نادر صاحب کی پیدائش مورخہ 8/اکتوبر 1960ء کو کراچی میں ہوئی۔ آپ نے دلی کالج کراچی سے B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم کے باقی مراحل بھی کراچی میں ہی مکمل کئے۔

آپ کو بچپن سے ہی مارشل آرٹس کا شوق تھا۔ میٹرک کے دوران مارشل آرٹس کی ٹریننگ شروع کی۔ آپ نے 1982ء میں خود تحقیق کرکے بیعت کی۔ 1989ء میں کراچی سے اسلام آباد شفٹ ہوگئے جہاں انہوں نے مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کی سطح پر متعدد شعبہ جات میں خدمات دینیہ انجام دیں۔ آپ معتمد ضلع رہے، خدمت خلق کے شعبہ کے تحت مختلف جگہوں پر میڈیکل کیمپ لگاتے رہے۔ آپ نے بطور انچارج

رائٹرز فورم مجلس خدام الاحمدیہ ضلع اسلام آباد خدمات انجام دیں۔ آپ دسمبر 1999ء میں اسلام آباد سے ربوہ شفٹ ہوگئے اور 2000ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کے تاوفات انچارج رہے۔ ناصر سپورٹس کمپلیکس کے تحت ہونے والی مختلف کھیلوں خاص طور پر مارشل آرٹس کو پروان چڑھانے میں آپ نے بہت خدمت کی اور خدام واطفال کو ٹریننگ دیتے رہے۔ آپ کو بطور صدر مارشل آرٹس مجلس صحت بھی بھرپور خدمت کا موقع ملا۔

آپ مارشل آرٹس میں پاکستان اور بیرون پاکستان میں بہت مقبول تھے اور اس شعبہ کی اعلیٰ شخصیات سے رابطے بحال رکھے ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کی دعوت پر ورلڈ مارشل آرٹس کونسل برطانیہ کے بانی صدر مسٹر ایلن فوسٹر نے مورخہ 2 تا 3/اکتوبر 2015ء کو پاکستان کا دورہ کیا۔ (تفصیلی رپورٹ کے لئے روزنامہ الفضل 21 دسمبر 2015ء) اس دورہ میں مسٹر ایلن فوسٹر نے پاکستان کے تمام سپورٹس بورڈز کا دورہ کیا اور ورلڈ مارشل آرٹس کونسل کی طرف سے سید نادر صاحب کو نمائندہ مقرر کیا۔ آپ پنجاب سپورٹس بورڈ کی سلیکشن کمیٹی کے آنریری ممبر، ورلڈ یونین گرینڈ ماسٹر کونسل اور انٹرنیشنل مارشل آرٹس فیڈریشن کے پاکستان میں نمائندہ تھے۔ اسی طرح مارشل آرٹس کی ورلڈ جماسار فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری تھے۔ آپ نے مارشل آرٹس میں بہت کام کیا اور اس شعبہ میں انٹرنیشنل سطح پر پاکستان کا نام روشن کیا۔ 2014ء میں آپ نے پنجاب سپورٹس بورڈ کی طرف سے نیپال میں پاکستان کی نمائندگی کی اور اپنی ٹیم کے ساتھ مارشل آرٹس کے مقابلوں میں فتح حاصل کی۔ مارشل آرٹس میں بلیک بیلٹ 4 ڈان حاصل کرنے والے چند اہم گرینڈ ماسٹرز میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ کھیلوں کے ساتھ ساتھ آپ کو نایاب اشیاء اور ڈاک ٹکٹ جمع کرنے کا بھی شوق تھا۔ اس حوالے سے آپ نے ایک تعارفی ویب سائیٹ بھی بنا رکھی تھی۔

آپ خلافت سے بہت محبت کرنے والے اور سلسلہ کے کام شوق اور محنت سے کرتے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ سیدہ لبنیٰ نادر صاحبہ ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی بنت سید محمود احمد صاحب سیالکوٹ، تین بیٹیاں مکرمہ شگفتہ سید صاحبہ، حافظہ سیدہ شمائلہ نادر صاحبہ، سیدہ عافیہ کنول صاحبہ، تین بیٹے سید شمائل احمد صاحب، سید نوید الظفر صاحب، سید فرہاد نادر صاحب متعلم مدرسۃ الحفظ اور ایک بہن مکرمہ نزہت توقیر صاحبہ اہلیہ مکرم میجر سید توقیر مجتبیٰ صاحب دفتر تحریک جدید ربوہ شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مرحوم خادم دین بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب وموسم 26جولائی

طلوع فجر	3:45
طلوع آفتاب	5:17
زوال آفتاب	12:15
غروب آفتاب	7:12
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت	39 سنٹی گریڈ
کم سے کم درجہ حرارت	29 سنٹی گریڈ

موسم خشک رہنے کا امکان ہے۔

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

26جولائی 2016ء

6:20 am	حضور انور کا دورہ مشرق بعید
8:05 am	خطبہ جمعہ 3 ستمبر 2010ء
9:50 am	لقاء العرب
12:00 pm	گلشن وقف نو
4:00 pm	خطبہ جمعہ 22 جولائی 2016ء (سندھی ترجمہ)

الحمید جدید ہومیو سٹور
معیاری جرمن فرانس ادویات دیگر سامان ہومیوپیتھی
ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم اے)
فون: 047-6211510
0344-7801578
سراج مارکیٹ ربوہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
البشیر پیج جیولرز
میاں شاہد اسلام
+92 047 6214510
+92 333 6709546
چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

مبشر شال اینڈ ہوزری
انڈین شال، امپورٹڈ جرسی، سویٹر، لنگی، لاچہ، رومال اور تولیا
نیز ہوزری کی تمام ورائٹی دستیاب ہے۔
دوکان نمبر P-228 چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد
041-2627489, 0307-6000388

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے عمدہ، دلکش اور حسین زیورات کا مرکز
امین جیولرز
دکان: 0476213213
موبائل: 0333-5497411
سراج مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

FR-10

The Vision of Tomorrow
New Haven Public School
Multan Tel:061-6779794,061-6563536

AHMAD MONEY CHANGER
We Deal in All Foreign Currencies
You are always Wel come to:
PREMIER EXCHANGE CO. 'B' PVT. LTD
State Bank Licence No.11
Director Ch. Aftab Ahmad ,Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh
Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore
Tell: 35757230, 35713728, 35713421,35750480
E-mail:premier_exchange@yahoo.com Website: www.premierexchange.webs.com

Study in USA & Canada
Without & With IELTS
After Study get P.R Only With IELTS or O-Level English
*Wichita State University
*Wright State University
*Algoma University
*University of Manitoba
*The University of Winnipeg
*University of Windsor
* Georgian College
*Humber College Toronto
*University of Fraser Valley
*Niagara College
Student can contact us from any city & any country
EC Education Concern
67-C, Faisal Town, Lahore, Pakistan
+92-42-35177124 / 0302-8411770 / 0331-4482511
farrukh@educationconcern.com
www.educationconcern.com Skype counseling.educon

Home Tutors Available
اگر آپ کے بچے پڑھائی میں کمزور ہیں تو ہوم ٹیوشن کیلئے ٹیچرز کیلئے رابطہ کریں۔ نرسری سے میٹرک F.A/F.Sc اے۔ او۔ لیول وغیرہ
رابطہ نمبر لاہور: 0333-4433884

نئے لہنگے وشیروانی کرایہ پر بھی حاصل کریں۔
گرمیوں کی تمام لیڈیز اور جینٹس کپڑے کی ورائٹی پر سیل جاری ہے۔
ورلڈ فیبرکس
047 6213155
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ

اٹھوال فیبرکس
بوسکی + کرنڈی۔ نوردین مردانہ کی تمام ورائٹی چیلنج ریٹ پر
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ اعجاز احمد اٹھوال: 0333-3354914